PDF-XChange Viewer Click to buy NOW! www.docu-track.com

طرحی مشاعرہ سے غالب اکیڈمی کی تقریبات کا آغاز

مرزا غالب کے 148 ویں یوم وفات اور غالب اکیڈمی کے 48 ویں یوم تاسیس کی مناسبت سے غالب اکیڈمی کی تقریبات کا آغاز طرحی مشاعرے سے ہوا۔ اس موقع پر سکریٹری غالب اکیڈمی نے خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ غالب اکیڈمی کا افتتاح 22 فروری 1969 کو اس وقت کے صدر جمہوریہ ہند ڈاکٹر ذاکر حسین نے کیا تھا۔ 48 سال سے غالب اکیڈمی میں ادبی ق ثقافتی تقریبات کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔ مشاعرے کی صدارت بزرگ شاعر جناب گلزار دہلوی نے کی اور نظامت معین شاداب نے کی۔ طرح کے تین مصرعے (1) محرم نہیں ہے تو ہی نواہائے راز کا (2) کبھی نیکی بھی اس کے جی میں گر آجائے ہے مجھ سے (3) دل مرا سوز نہاں سے بے محابا جل گیا۔ ان تین طرحوں میں دہلی کے معروف و مشہور شعرا نے اپنا کلام پیش کیا۔ نمونے کے طور ایک ایک شعر پیش خدمت ہیں۔

خود نشیمن پھونکنا پھر پوچھنا کیا جل گیا	شیوۂ اہل چمن سے دل ہمارا جل گیا	وقار مانوی
نیت میں کھوٹ ہوتو بہانے ہزار ہیں	کیا پوچھیے سبب ستم بے جواز کا	نسیم عباسی
خوبصورت شکل کی قیمت ہے کیا بازار میں	پوچھیے اس مہ جبیں سے جس کا چہرہ جل گیا	جی آر کنول
ہم نے دیکھا ہے کہ انگارہ ہتھیلی پر لیے	ایک دیوانہ ہنسا اور ہنس کے بولا جل گیا	سہیل فاروقی
چار تنکوں کا تھا میرا آشیانہ مجھ کو کیا	آپ اپنا دیکھیے کیا بچ گیا کیا جل گیا	معین شاداب
معمولی بات پر بھی وہ ہوتا ہے مشتعل	مت پوچھیے مزاج مرے دلنواز کا	کمال جعفری
میں نے کہا نماز محبت ادا کریں	اس نے کہا کہ وقت نہیں ہے نماز کا	شکیل جمالی
گہری سیاہ رات میں اٹھ کر کہاں چلے	ٹھہرو یہی تو وقت ہے راز و نیاز کا	احمد محفوظ
عشق میں سنتے ہیں کہ پانی سے لگ جاتی ہے آگ	ایک دیوانہ بھی رویا تھا صحرا جل گیا	جاوید قمر
برپا ہے جس سے ذہن میں اک محشر خیال	فتنہ ہے اس کی وہ نگہہ نیم باز کا	احمد علی برقی اعظمی
میں نے بس انگلی اٹھائی تھی امیر شہر پر	دیکھتے ہی دیکھتے یوں شہر سارا جل گیا	سلیم صدیقی
اتنی متین عمر ہے اس کائنات کی	جتنا اذاں کے بعد ہو وقفہ نماز کا	متین امروہوی
سر کو کٹا کے اپنے گرایا نشیب میں	یوں بھی بڑھایا مرتبہ ہم نے فراز کا	اسد رضا
جو زباں سے لفظ نکلے روشنی بنتے گئے	حق بیانی سے مری باطل کا چہرا جل گیا	شمس رمزی
قریہ قریہ کوچہ کوچہ چپا چپا جل گیا	عہد نو کی آگ ایسی ہے کہ دریا جل گیا	تابش مہدی
بھرم قائم تو ہے دنیا میں میری سربلندی کا	فراز دار سے نیچے نہ اترا جائے ہے مجھ سے	فاروق ارگلی
لہو انسان کا انسان کو پیا مبارک	کہا مچھر نے مچھر کو نہ کاٹا جائے ہے مجھ سے	احمد علوی
اے کاش ان کے لب پہ کبھی یہ صدا بھی ہو	اللہ ہو نگہبان سدا سرفراز کا	سرفراز احمد فراز
کہیں موجود ہوکر بھی نہیں موجود ہوتی ہوں	میں کس دنیا میں رہتی ہوں یہ پوچھا جائے ہے مجھ سے	ممتا کرن
میں نے بس فرط مسرت جو چوما جل گیا	حرف اک بھی پڑھ نہ پایا خط ہی اس کا جل گیا	ظفر مرادآبادی
کس طرح پہنچاتے ہم ادھ جلی تصویر کو	خواب میں آیا تھا وہ اور خواب آدھا جل گیا	عفت زریں

PDF-XChange Viewer
Click to buy NOW!
www.docu-track.com
PDF-XChange Viewer
Click to buy NOW!
www.docu-track.com

غالب اکیڈمی میں داستان گوئی

غالب اکیڈمی کی چہار روزہ تقریبات کے دوسرے دن داستان گوئی کا انعقاد کیا گیا۔ایشان علی اورعثمان صدیقی نے غالب کی زندگی پر مبنی داستان پیش کی۔جس میں غالب کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو بڑے دلچسپ انداز میں پیش کیا۔جس میں غالب کا تعارف،خاندان،شادی، قلعے تک رسائی۔کلکتہ کا سفر 1857 میں دلی کی بربادی اوروفات تک کے واقعات کو پیش کیا گیا۔داستان میں غالب کے خطوط اوراشعار اور لطائف کو پیش کر کے دلچسپی قائم رکھی جس سے سامعین خوب محظوظ ہوئے۔اس موقع پر بڑی تعداد میں لوگ موجود تھے جن میں انیس درانی،خواجہ سید محمد نظامی،اشفاق عارفی،کوشل کشور،فضل بن اخلاق،شبانہ نذیر،ظہیر برنی،نگار عظیم، انجم عثمانی،متین امروہوی،سرفراز احمد فراز،انور علی قاسمی،ببلی وشِٹ،منوج کمار بیتاب وغیرہ کے نام شامل ہیں۔

PDF-XChange Viewer
Click to buy NOW!
www.docu-track.com
PDF-XChange Viewer
Click to buy NOW!
www.docu-track.com

غالب اکیڈمی میں محفل کلام غالب کا انعقاد

غالب اکیڈمی میں بروز ہفتہ 25 رفروری 2017 کو ایک شاندار محفل کلام غالب کا انعقاد کیا گیا، جس میں استاد اقبال احمد خاں اور ان کے شاگردوں نے کلام غالب پیش کیا۔ کلام کا آغاز انجو شرما نے غالب کی مشہور غزل ''آہ کو چاہیے اک عمر اثر ہونے تک'' سے کیا، آشوتوش شرما نے ''نہ گل نغمہ ہوں نہ پردۂ ساز'' بھاونا گوئل نے ''دل ہی تو ہے نہ سنگ وخشت درد سے بھر نہ آئے کیوں'' اور استاد انیس احمد خاں نے ''درد منت کش دوا نہ ہوا'' پیش کیں، پھر استاد اقبال احمد نے غالب کی غزلیں پیش کر کے سامعین کو محظوظ کیا۔ اس موقع پر دہلی کی اہم علمی وادبی شخصیات موجود تھیں جن میں ڈاکٹر سید فاروق، حاجی سلامت اللہ، انور علی قاسمی، معین جے پوری، متین امروہوی، نسیم عباسی، فضل بن اخلاق، سلیم دہلوی، شاداب حسین۔

PDF-XChange Viewer Click to buy NOW! www.docu-track.com
PDF-XChange Viewer Click to buy NOW! www.docu-track.com

غالب جیسا ہمہ جہت شاعر کوئی اور نہیں　　　قاضی افضال حسین

غالب اکیڈمی میں چہار روزہ پروگرام کے تحت آخری دن ایک سیمینار کا انعقاد کیا گیا۔جس میں پہلا اجلاس غالب شناسوں اور غالب اکیڈمی سے متعلق مرحومین کے لیے مختص تھا۔ پہلے اجلاس کی صدارت پروفیسر قاضی افضال حسین اور ڈاکٹر جی آر کنول نے کی۔ڈاکٹر جی آر کنول نے اس موقع پر کہا کہ جب تک کائنات ہے اور غالب کا دیوان ہے وہ انسانیت کے لیے کافی ہے۔پروفیسر قاضی افضال حسین نے کہا کہ غالب جیسا ہمہ جہت شاعر اور کوئی نہیں ہے۔غالب دو مختلف جہتوں میں کام کرتا ہے۔پروفیسر شمیم حنفی نے خواجہ حسن ثانی نظامی پر پرچہ پڑھتے ہوئے کہا کہ بار بار اجڑنا اور بسنا دلی کی تقدیر رہی ہے۔دلی میں سب سے پرانی تہذیب کا مرکز خواجہ صاحب کا گھر تھا جس نے تہذیبی اور ثقافتی روایت کو قائم رکھا۔پروفیسر شریف حسین قاسمی نے ڈاکٹر خلیق انجم کی ہمہ جہت شخصیت پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ یہ کم لوگ جانتے ہیں کہ خلیق انجم صاحب نے باقاعدہ الیکشن لڑا تھا۔خطوط غالب کی ترتیب میں انھوں نے بڑی محنت کی تھی۔ان کے خطوط کے مجموعے سے غالب کے خطوط کے دوسرے متون کا بھی اندازہ ہوا اور یہ ظاہر ہوا کہ خلیق انجم کے مرتبہ خطوط میں غلطیاں نہ کے برابر ہیں۔ڈاکٹر حنا آفرین نے تنویر احمد علوی کی غالب شناسی پر مقالہ پڑھتے ہوئے کہا کہ تنویر احمد علوی نے نہ صرف غالب کی فارسی کتاب پنج آہنگ کا اردو ترجمہ کیا بلکہ غالب کی فارسی شاعری پر بھی کتاب لکھی اور فارسی خطوط کی روشنی میں غالب کی سوانح مرتب کی اس سے ان کا شمار ماہرین غالبیات پر ہو جاتا ہے۔شفیع ایوب نے کمال احمد صدیقی کی غالب شناسی کے عنوان سے مقالہ پڑھتے ہوئے کہا کہ کمال احمد صدیقی کی کتابیں بیاض غالب تحقیقی جائزہ اور غالب کی شناخت غالبیات کے باب میں اضافہ رکھتی ہیں۔جناب دیپک بدکی نے جوگندر پال کی تخلیقی کائنات کے عنوان سے پرچہ پڑھتے ہوئے کہا کہ جوگندر پال کی تخلیقی کائنات بہت وسیع ہے انھوں نے اپنے افسانوں، افسانچوں اور ناولوں میں انسانی زندگی کی گوناگوں تصویریں دقیقہ شناسی سے پیش کی ہیں۔اس کے علاوہ اردو کو ایک اسٹائل اور ڈکشن دے دیا۔جناب نند کشور وکرم ریوتی سرن شرما کی ڈرامہ نگاری پر مقالہ پڑھتے ہوئے کہا کہ انھوں نے ٹی وی ریڈیوں کے ساتھ ساتھ تھیٹر پر توجہ دی اور دہلی میں غیر پیشہ ور شوقیہ تھیٹر کمپنی کی بنیاد رکھی پھر کلا سادھنا کے نام سے تھیٹر گروپ کی بنیاد رکھی۔اس اجلاس میں سرور الہدیٰ نے نثار احمد فاروقی پر اور خالد علوی نے غالب شکنوں کے حوالے سے گفتگو کی۔ پہلے اجلاس کی نظامت ابوظہیر ربانی نے کی۔

سیمینار کا دوسرا اجلاس غالب پر مختص تھا جس کی صدارت پروفیسر قاضی جمال حسین اور پروفیسر وہاج الدین علوی نے کی۔جامعہ کے ریسرچ اسکالر ثاقب فریدی نے غالب اور شاد عظیم آبادی پر پرچہ پڑھتے ہوئے کہا کہ غالب اور شاد دونوں کے یہاں تھوڑے فرق کے ساتھ شعر کا مضمون بہت مماثل ہے۔جاوید حسن نے غالب پر تحریر کردہ ڈرامے اور محمد حسن کے عنوان سے اپنے مقالے میں کہا کہ محمد حسن کی انفرادیت یہ ہے کہ انھوں نے مرزا غالب شخص اور شاعر کو مختلف زاویہ نگاہ اور کئی جہتوں کے ساتھ اسٹیج پر پیش کیا ہے۔نزلیش ندیم نے غالب کے کلام میں بیخودی کی نوعیت کے عنوان سے مقالہ پڑھتے ہوئے کہا کہ دیوان غالب میں عشق حقیقی کے مختلف پہلوؤں کا بیان ملتا ہے۔جاوید رحمانی نے اپنے پرچے غالب تنقید آل احمد سرور کے حوالے سے مقالہ پیش کیا۔پروفیسر قاضی افضال حسین نے کلام غالب کی کثرت تشریح کے اسباب کے عنوان سے مقالہ پیش کیا اور کہا کہ شعر کی شرح کے صحیح یا غلط ہونے کا انحصار پہلے تو خود شارح کے مطالع اور ذوق پر ہے۔کوئی شارح شعر کی شرح اس وقت تک شروع نہیں کرتا جب تک خود اس کا اپنا تصور شعر نہ ہو۔دوسری وجہ غالب کا پسندیدہ اظہار ہے۔مختلف شرحوں کے درمیان اختلاف بھی پایا جاتا ہے۔کلام غالب کی طرف شارحین کی کشش کے بہت سے اسباب ہیں اس کے علاوہ بھی غالب کے یہاں کچھ اور بھی ہے جو تجزیہ کی گرفت میں نہیں آتا۔ نجمہ رحمانی نے غالب کی زندگی اور حالات زمانہ کے عنوان سے اپنے مقالے میں کہا کہ غالب ان لوگوں میں تھے جنھوں نے وقت کی نبض کو پہچان تو لیا مگر اس کے دھار کو موڑنے کی کوشش نہیں کی بلکہ وقت کے ساتھ بہتے جانے میں عافیت جانی۔غالب کی زندگی اور شاعری بیک وقت تضادات و امتزاجات کا مرقع ہے اور اپنی گل کاریوں کے سبب قارئین کی دلچسپی و وابستگی کا سامان بھی ہے۔ابوبکر عباد نے شعریت شاعری کا ملحد مجدد غالب کے عنوان سے اپنے مقالے میں کہا کہ غالب جتنے مشکل پسند ہیں اتنے ندرت پسند بھی۔پروفیسر قاضی جمال حسین نے اپنے مقالے چراغ دیر میں کہا کہ غالب دلی سے کلکتہ جاتے ہوئے الہ آباد پہنچتے ہیں تو ان کی طبیعت ناساز ہو جاتی ہے تو الہ آباد کی ہجو لکھتے ہیں بنارس پہنچتے ہیں تو ان کی طبیعت بحال ہو جاتی ہے تو وہ بنارس میں کئی ہفتوں کے لیے رک جاتے ہیں اور مثنوی چراغ دیر لکھتے ہیں۔جو ان کی فنی شاہکار ہے۔اشعار کی روانی فصاحت کے کمال پر پہنچاتی ہے مثنوی میں غالب کی وسیع المشربی مذاہب سے رواداری کشادہ دلی نظر آتی ہے وہاں کی معاشرت کو چہار ارکا مرقع کہا جا سکتا ہے۔وہاج الدین علوی نے کہا کہ غالب کی ہر جہت فکری نظام، غالب پر جنھوں نے لکھا سب پر اور جن کا تعلق غالب اکیڈمی سے تھا ان پر مقالے پڑھے گئے۔آخر میں صدر غالب اکیڈمی شمیم حنفی شکریہ ادا کیا۔ممتاز عالم رضوی نے نظامت کی۔